سید لقب ہے یا نسب؟ نیز سید کون ہوتا ہے؟

1

ریفرنس نمبر:Pin6474 تاریخ:14-03-2020

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ شروع سے ہمارے ہاں یہ بات سمجھی جاتی رہی ہے کہ سیّد وہ شخص ہے، جو سیّدۃ النساء حضرت سیّدہ پاک فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے صاحبزادوں حضرت امام حسن یا امام حسین رضی اللہ عنہما کی نسل سے ہو، لیکن آجکل یہ بات سننے میں آئی ہے کہ قریشی اور ہاشمی خاندان کے بعض لوگوں نے اپنے آپ کو سیّد کہلوانا اور اپنے ناموں کی ابتدا میں سیّد لکھنا شروع کر دیا ہے، ان لوگوں کا دعوی ہے کہ سیّد کوئی نسب نہیں، بلکہ ایک لقب ہے، جو کسی بھی خاندان کے عالم و فاضل اور مفتی کے لیے بولنا جائز ہے، خاندانِ نبوت کا نسب ہاشمی قریشی ہے، سیّد نہیں۔ کیا ان لوگوں کا یہ نظریہ درست ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

سیّد کے لغوی معنیٰ "سردار، آقا، مالک" وغیرہ ہیں اور مسلمان احتراماً یہ لفظ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دونوں نواسوں، امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد پاک کے لیے بولتے ہیں۔ نیز اہلِ عرب سادات کے لیے لفظ "شریف" استعمال کرتے ہیں، جیسا کہ علماء و فقہاء کی عبارات سے واضح ہے۔ صدرِ اول (شروع زمانے) میں عباسی، علوی وغیرہ تمام بنو ہاشم کو شریف (سیّد) کہا جاتا تھا اور یقیناً تمام مسلمانانِ بنو ہاشم نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نسبتِ ہاشمی کا شرف رکھتے ہیں، لیکن بعد میں شریف (سیّد) کا لفظ بطورِ خاص حضرت سیدنا امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد پاک کے لیے بولا جانے لگا اور آج تک عرب و عجم کے عرف میں اسی معنیٰ کے اعتبار سے شریف اور سیّد کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، لہٰذا حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی اولاد کے علاوہ کسی ہاشمی (عباسی، علوی، قریشی وغیرہ) کا اپنے آپ کو سیّد کہنا یا کہلوانا یا اپنے نام کی ابتدا میں سیّد لکھنا، ہمارے پاک و ہند اور اس طرح کے دیگر ممالک کے عرف کے مطابق درست نہیں، کیونکہ کسی کے نام کے ساتھ سیّد کا ٹائٹل (عنوان) لگا ہوا ہو، تو فوراً ذہن اسی طرف جاتا ہے کہ یہ حضراتِ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے ذریعے نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نسل پاک میں سے ہے، جبکہ عباسی یا علوی وغیرہ

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اولاد میں سے نہیں ہوتے۔

حضراتِ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی اولاد سیّد کہلاتی ہے۔ چنانچہ علامہ طحطاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"يطلق على مؤمني بني هاشم أشراف والواحد: شريف كما هو مصطلح السلف وإنما حدث تخصيص الشريف بولد الحسن والحسين في مصر خاصة في عهد الفاطميين" ترجمہ: اشراف (سادات) کا لفظ بنوہاشم کے مؤمنین پر بولا جاتا ہے جیسا کہ علمائے اسلاف کی اصطلاح ہے اور اس کا واحد کا صیغہ "شریف" ہے اور اس کے بعد مصر میں فاطمی خلفاء کی خلافت کے دور میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی اولاد امجاد کے ساتھ شریف (سیّد) کا لفظ خاص کر دیا گیا۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی، صفحہ 12، مطبوعہ کراچی)

امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں: "ان اسم الشريف كان يطلق في الصدر الاول على كل من كان من اهل البيت سواء كان حسنيا ام حسينيا ام علويا من ذرية محمد بن الحنفية وغيره من اولاد علي بن ابي طالب ام جعفريا ام عقيليا ام عباسيا ولهذا تجد تاريخ الحافظ الذهبي مشحونا في التراجم بذلك يقول: الشريف العباسي، الشريف العقيلي، الشريف الجعفري، الشريف الزينبي، فلما ولي الخلفاء الفاطميون بمصر قصروا اسم الشريف على ذرية الحسن والحسين فقط فاستمر ذلك بمصر الى الآن" ترجمہ: صدرِ اول میں شریف (سیّد) کا اطلاق ہر اس فرد پر کیا جاتا تھا، جو اہلبیت میں سے ہوتا تھا، چاہے وہ حسینی ہو یا حسنی یا حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے علوی ہو اور ان کے علاوہ حضرت سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہو یا جعفری ہو یا عقیلی یا عباسی، اسی وجہ سے حافظ ذہبی علیہ الرحمۃ کی تاریخ میں تم یہ بات پاؤ گے کہ ان کی تاریخ اسی اصطلاح سے بھری ہوئی ہے کہ وہ کہتے ہیں: عباسی شریف (سادات) عقیلی شریف، جعفری شریف، زینبی شریف۔ پس جب مصر میں فاطمی خلفاء کی خلافت آئی، تو انہوں نے شریف (سیّد) کا لفظ فقط حضراتِ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی اولاد پاک کے ساتھ خاص کر دیا اور یہی اصطلاح اب تک مصر میں چلی آ رہی ہے۔ (الحاوی للفتاوی، جلد 2، صفحہ 39، دار الفکر، بیروت)

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "اعلم ان اسم الشريف كان يطلق في الصدر الاول على من كان من اهل البيت ولو عباسيا او عقيليا ومنه قول المؤرخين: الشريف العباسي، الشريف الزينبي؛ فلما ولى الفاطميون بمصر قصروا الشرف على ذرية الحسن والحسين فقط واستمر

ذلک إلی الآن "ترجمہ: جان لو! بے شک صدرِ اول میں شریف (سیّد) کا اطلاق ہر اس فرد پر کیا جاتا تھا، جو اہلبیت میں سے ہوتا تھا، اگرچہ وہ عباسی یا عقیلی ہوتا اور اسی میں سے مؤرخین کا یہ قول ہے: عباسی شریف (سادات)، زینبی شریف۔ پس جب مصر میں فاطمی خلفاء کی خلافت آئی، تو انہوں نے شریف (سیّد) کا لفظ فقط حضراتِ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی اولاد پاک کے ساتھ خاص کر دیا اور یہی اصطلاح اب تک مصر میں چلی آ رہی ہے۔

(الفتاوی الحدیثیہ، صفحہ 168، مطبوعہ کراچی)

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "سبطین کریمین (حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما) کی اولاد سیّد ہیں۔" (فتاوی رضویہ، جلد 13، صفحہ 361، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "خیال رہے کہ امام حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) کی اولاد سید کہلاتی ہے" (اجمال ترجمہ اکمال ملحق بمرآۃ المناجیح، صفحہ 102، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

نیز اگرچہ پاک و ہند میں لفظِ سید تعظیم و تکریم کے لیے بطورِ لقب یا خطاب استعمال ہوتا ہے، لیکن عرف عام میں سیّد اسی کے ساتھ استعمال ہوتا ہے، جو امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد پاک میں سے ہو اور اہل عرف اسی مفہوم میں ان الفاظ کا استعمال کرتے ہیں، جیسا کہ اوپر اس بارے میں تفصیلی دلائل گزر چکے اور اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ کسی لفظ سے عرف میں جو معنیٰ مراد لیے جاتے ہوں، اس معنیٰ کو نہیں چھوڑا جاتا، بلکہ عرف کی وجہ سے حقیقی و لغوی معنیٰ کو چھوڑ دیا جاتا ہے، تو معلوم ہوا کہ یہ لفظ عرف عام میں نسب کے بیان کے لیے ہی بولا جاتا ہے، لہٰذا اسے مجرد (صرف) لقب ماننا اور نسب کے لیے استعمال ہونے کا انکار کرنا بھی درست نہیں۔

ہندوستان (پاک و ہند) میں لفظِ سید تعظیم و تکریم کے لیے بطورِ لقب یا خطاب استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "شیخ کسی خاص قوم کا نام نہیں، ہندوستان میں مسلمانوں نے تین قومیں خاص شریف قرار دیں اور **انہیں سید یا میر اور خاں اور بیگ کے خطاب دئے** کہ ان سب لفظوں کے معنی عربی و فارسی و ترکی میں سردار ہیں، **باقی تمام شرفاء مثل اولاد امجاد خلفائے کرام و بنی عباس و انصار کو ایک لقب عام دیا، شیخ** کہ یہ بھی بمعنی بزرگ ہے، ان کے سوا جو قومیں رہ گئیں کہ دنیاوی عرف میں رذیل سمجھی جاتی ہیں، انہوں نے جب دیکھا کہ میر و خادم و بیگ تو خاص خاص اقوام کے لقب ہیں، ان میں گنجائش نہیں اور شیخ ایک عام لفظ ہے

جس میں باقی سب داخل، تو اسی کو سمائی والا خطاب پا کر سب قوموں نے اپنی بھرتی اسی میں کر دی۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 11، صفحہ 719، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

کسی لفظ سے عرف میں جو معنیٰ مراد لیے جاتے ہوں، اس کی وجہ سے حقیقی و لغوی معنیٰ کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ البنایہ شرح الہدایہ میں ہے: "أن مقتضی اللفظ قد یترک به بدلالة العرف" ترجمہ: لفظ کے مقتضیٰ کو عرف کی دلالت کی وجہ سے ترک کر دیا جاتا ہے۔

(البناية شرح الهداية، جلد 10، صفحه 58، دار الکتب العلمية، بیروت)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ہمارے عرف کے مطابق کسی ایسے فرد یا عالم یا مفتی وغیرہ کے لیے لفظِ سیّد مطلق نہیں بول سکتے کہ جو حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے نہ ہو، البتہ ہمارے ہاں بمعنیٰ لغوی بزرگانِ دین مثلاً صحابۂ کرام و اولیائے عظام علیہم الرضوان کے لیے سیّدنا (ہمارے سردار و آقا) نسبت و اضافت کے ساتھ بولا جاتا ہے، وہ اس ممانعت میں داخل نہیں، کیونکہ ان بزرگوں کے اسماء کے ساتھ صرف لفظ سیّد استعمال نہیں کیا جاتا، بلکہ اضافت کے ساتھ "سیّدنا" یا "سیدی" استعمال کرتے ہیں اور ہمارے عرف میں اس طرح اضافت کے ساتھ لفظِ سیّد بولنے سے کوئی بھی یہ نہیں سمجھتا کہ یہ بزرگ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نسل پاک میں سے ہیں، لہٰذا اس طور پر اضافت کے ساتھ کسی بزرگ کے ساتھ لفظ "سیّد" لکھنا یا بولنا درست ہے۔

یہ سارا عرف پاک و ہند کے تناظر میں بیان کیا ہے۔ کسی دوسرے ملک یا علاقے کا عرف اس سے ہٹ کر ہو تو اس پر یہ حکم نہیں ہو گا۔

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

18 رجب المرجب 1441ھ 14 مارچ 2020ء

دار الافتاء اہلسنت
darulifta@dawateislami.net

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے